وفاق المدارس العربیہ کے تجوید کے تمام پرچہ جات کا حل

اجوبۃ التجوید فی حل اسئلۃ التجوید

للعلماء والعالمات

تقریظ اوّل

شیخ التجوید والقراءآت مقری وقت
استاذ الکل حضرت مولانا قاری
فیاض الرحمن علوی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ ثانی

استاذ التجوید والقراءآت اسوۃ القراء
واکرم القراء حضرت مولانا قاری
محمد اکرام صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تالیف
ابوسعد محمد زبیر اعوان



مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پشاور

الورقة الثالثة

تفهيم الوقوف

محمد ابرار جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

واٹس ایپ گروپ ⟸ علماء دیوبند لائبریری

ایڈمن ⟸ 0300-4545376

الورقة الثالثة تفهیم الوقوف

۱۴۳۴ھ/2013ء

السوال الاوّل (الف)..........:۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ کا پڑھنا کن مواقع میں ضروری ہے؟ (10)

(۲) امام عاصم رحمہ اللہ کے نزدیک بسم اللہ قرآن کا جزء ہے یا ہر سورت کا؟ (8)

(۳) ابتداءِ سورت وسطِ تلاوت کی صورت میں وصل وفصل کی جو صورتیں ہیں وہ تحریر کریں اور ان میں جائز وناجائز صورتوں کی تعیین کریں (15)..........(33)

جواب..........امورِ مطلوبہ:۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ پڑھنے کے مواقع۔

(۲) امام عاصمؒ کے نزدیک بسم اللہ جزءِ قرآن ہے یا جزءِ سورت۔

(۳) ابتداء سورت وسطِ تلاوت کی وصل وفصل کی صورتیں مع تعیین جواز وعدم جواز۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ پڑھنے کے مواقع:۔

استعاذہ اگرچہ قرآن میں سے نہیں ہے لیکن ہم عند القراءۃ اس پر مامور ہے اور وہ قبل از قراءتِ قرآن مشروع یعنی لازم و واجب ہے یا مستحب ومسنون۔ الاستعاذۃ کی مشروعیت خود قرآن کریم ہی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ " اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو" اگر بین القراءۃ ارادۃً یا غیر ارادۃً کوئی اجنبی کلام ہوجائے خواہ سلام کا جواب ہی دیا جائے تو استعاذہ دُہرانا لازم وضروری ہوتا ہے۔ لِاَنَّ اَلاِسْتِعَاذَۃَ فَارِقَۃٌ (۱) بَیْنَ الْقُرانِ وَغَیْرِہٖ.

حاشیہ (۱) فرق وامتیاز پیدا کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : سورۃ توبہ کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مسنون ہے بسملۃ چونکہ مصحف امام میں ہر سورت کی ابتداء میں مکتوب ومرسوم ہے۔ بجز سورۃ برآءۃ کے۔ اس لئے سورۃ برآءۃ کے علاوہ ہر سورۃ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا چاہیے۔ اسے اصطلاح قراء میں : البسملۃ : کہتے ہیں۔ اور اصطلاح فقھاء میں : التسمیۃ : ابتداء

سورت میں مسنون ہے۔ برابر ہے کہ سورۃ سے ابتداء کی جائے یا بین التلاوت کوئی سورت شروع کی جائے۔

(۲) امام عاصمؒ کے نزدیک بسم اللہ جزءِ قرآن ہے یا جزءِ سورت :۔ امام عاصمؒ کے نزدیک جن کی روایت حفص تمام جہاں میں پڑھی جاتی ہے اُن کے یہاں بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے تو اس لحاظ سے جس سورت کو قاری بلا بسم اللہ پڑھیگا۔ تو وہ سورت امام عاصمؒ کے نزدیک ناقص ہوگی ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو جتنی سورتوں میں بسم اللہ نہیں پڑھی ہے اتنی آیتیں قرآن شریف میں ناقص ہوں گی۔

(۳) ابتداءِ سورت وسطِ تلاوت کی وصل وفصل کی صورتیں مع تعیین جواز وعدم جواز۔ اور جب ابتداءِ سورت وسطِ قراءت میں ہو۔۔۔ یعنی کسی سورت کو ختم کر کے وہی سورت شروع کی جائے یا کوئی اور سورت شروع کی جائے خواہ مرتب (۱) ہو یا غیر مرتب۔ تو وصل وفصل کے لحاظ سے اس صورت میں بھی چار صورتیں بنتی ہیں۔ لیکن اِن میں تین صورتیں جائز اور ایک ناجائز ہے جائز صورتیں یہ ہیں:

حاشیہ (۱) یعنی ترتیب کے لحاظ سے وہی بعد والی سورت ہو یا کوئی دوسری ہو دونوں ٹھیک ہے۔

(۱) (۲) وصلِ کل: یعنی ختم ہونے والی سورت کو بسم اللہ سے اور بسم اللہ کو شروع ہونے والی سورت سے ملا کر ایک سانس میں پڑھنا اسکو: صِل وصِل: بھی کہتے ہیں۔ جس کی صورت یہ ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الٓمّٓ

حاشیہ (۲) یعنی تینوں کو ملانا ایک سانس کے ساتھ۔

(۲) (۳) فصلِ کل: یعنی ختم ہونے والی سورت پر وقف کر کے سانس لینا، بسم اللہ پڑھ کر سانس لینا اور پھر سورت شروع کرنا اسکو وقف: بھی کہتے ہیں، جسکی صورت یہ ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الٓمّٓ.

حاشیہ (۳) تینوں کو جدا کر کے پڑھنا علیحدہ سانس کیساتھ۔

(۳) (٤) فصل اوّل، وصل ثانی: یعنی ختم ہونے والی سورت پر وقف کر کے سانس لینا اور پھر بسم اللہ اور سورت ملا کر ایک سانس سے پڑھنا اسکو: قِفْ وصِلْ : کہتے ہیں جسکی صورت یہ ہے. غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الٓمّٓ

حاشیہ (٤) اول کو علیحدہ ایک سانس اور دوسرے دو کو ملا کر ایک سانس سے پڑھنا۔

(٤) (٥) وصلِ اَوّل فَصْل ثانی: یہ صورت جائز نہیں ہے اس لئے کہ بسم اللہ کا تعلق ابتداء سورت سے ہے نہ کہ انتہاءِ سورت سے پس اگر بسم اللہ ختم ہونے والی سورت کی انتہا سے ملا کر ایک سانس میں پڑھی گئی تو اس صورت میں بسم اللہ کا تعلق انتہا سورت سے معلوم ہوگا نہ کہ شروع ہونے والی سورت سے جسکی صورت یہ ہوگی:

غَيرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . الٓمّٓ

حاشیہ (٥) پہلے دونوں کو ایک سانس کیساتھ ملا کر پڑھنا اور آخری کو علیحدہ پڑھنا۔

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الاوّل (ب)..............:۔

(۱) سکتہ کسے کہتے ہیں اور اسکی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟ (10)

(۲) امام حفص رحمہ اللہ کے نزدیک مواقع سکتہ کیا ہیں؟ (8)

(۳) روایت حفص میں سکتہ کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل ذکر کریں (10)

(۴) سکتہ کی مدت کتنی ہے؟ (5)..................(33)

جواب.....امورِ مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ اور اسکی ادائیگی کا طریقہ۔

(۲) امام حفصؒ کے نزدیک مواضع سکتہ۔

(۳) روایت حفصؒ میں ترک سکتہ کا حکم۔

(۴) سکتہ کی مدت۔

(۱) سکتہ کی تعریف اور اسکی ادائیگی کا طریقہ:۔

السکتة:۔ کے لغوی معنی: **المنع:** کے ہیں یعنی رُک جانا اور خاموش ہو جانا۔ اور اصطلاح قراء میں سکتہ کے معنی ہیں بہ نیت قراءت بغیر سانس لئے کلمہ کو مابعد سے قطع کرنا اور اس قدر ٹھہرنا کہ عادةً (۱) زمانہ وقف سے کچھ کم ہو۔ جب ساکت سکتہ کرتا ہے تو اسکی آواز دفعتہً اور کلیتہً بند ہو جاتی ہے اور سانس جاری رہتا ہے اس لئے اسے سکتہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حاشیہ (۱) یعنی عادت کے لحاظ سے جو وقت وقف کا ہے اُس وقت سے کم ہو۔

(۲) امام حفصؒ کے نزدیک مواقع سکتہ:۔

سکتہ بروایتِ حفصؒ مکتوبہ مصاحف فی بلاد (۱) المسلمین میں مرسوم ومکتوب ہے مندرجہ ذیل چار مقامات پر ہیں۔

(۱) وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجَاO سکتہ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ. (فی الکهف)

(۲) قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَO (فی یٰسٓ)

(۳) وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍO (اَلْقِيٰمَه)

(٤) كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ O (فی المطففين)

حاشیہ (۱) قرآن پاک کے وہ مصاحف جو مسلمانوں کے شہروں میں ہیں۔

(۳) روایت حفص میں ترک سکتہ کا تفصیلی حکم:۔

روایت حفصؒ میں چار جگہ سکتہ واجب ہے لیکن ترک سکتہ بھی ان مواضع میں ثابت ہے (۲) تو ترک سکتہ کے وقت موضع اول عِوَجًا میں تنوین پر اخفاء ہوگا اور ثانیین (مَنْ رَاقٍ اور بَلْ رَانَ) میں ادغام (۳) ہوگا اور مِنْ مَّرْقَدِنَا میں الف کو بغیر ٹھہر ہوئے پڑھنا۔

حاشیہ (۲) بطریق طیبہ۔ (۳) یعنی نون اور لام کا راء میں ادغام ہوگا۔

(۴) سکتہ کی مدت:۔

سکتہ کا زمانہ اور وقت معمول کے مطابق سانس لینے سے کچھ کم ہوتا ہے یا معمول کے مطابق وقف کرنے کے زمانہ سے کچھ کم ہوتا ہے۔

☆-----------------☆-----------------☆

السوال الثانی..........(الف):۔

(۱) علم الوقوف سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔ (10)

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل مضمون تحریر کریں۔ (19)..............(34)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) علم الوقوف کی مراد ہے اور اُس کا حکم۔

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل نوٹ:۔

(۱) علم الوقوف کی مراد اور اسکا حکم:۔

علم الوقوف ایک عظیم الشان، رفیع المرتبت اور وسیع ترین علم ہے اس لئے اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔ اور کلام اللہ کا عفیف، ذی چاں و عالی شان ہونا اور رفیع المرتبت ہونا اظہر من الشّمس ہے پس قاری قرآن اور تالی کلام اللہ پر لازم و واجب ہے کہ وہ علم الموقوف کا اہتمام کرے اور اُسکے حصول میں پوری قوت و ہمت صرف کرلے کیونکہ بغیر علم الوقوف کے قرآن پڑھنا متعسّر اور انتہائی مشکل ہے۔

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل نوٹ:۔

علم الوقوف کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ خود صحابہ کرامؓ باوجود اہل لسان ہونے کے قرآن کریم کے دیگر احکامات کے ساتھ ساتھ علم الوقوف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے تھے چنانچہ سیدنا عبد اللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے زمانے میں ایک مدت مدید تک اِس طرح زندگی بسر کرتے رہے کہ ہم میں سے کوئی ایک شخص قرآن حاصل کرنے سے پہلے ہی ایمان لے آتا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سورت نازل ہوتی تو ہم سب آپ سے اس سورت کے حلال وحرام کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور اُن مقامات کو جہاں پر قرائت میں ٹھہرنا چاہیئے۔ اس طرح معلوم کرتے تھے جس طرح آج کل تم قرآن کے (متن وعبارت) کی تعلیم حاصل کرتے ہو اور بلاشبہ آج کل ہم بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جن میں کسی کو ایمان لانے سے قبل قرآن کی تلاوت کا موقع نصیب ہوتا ہے اور وہ فاتحۃ القرآن سے خاتمۃ القرآن تک سب کا سب پڑھ جاتا ہے مگر اُسے اتنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ قرآن کا امر کیا ہے اور اس کا زجر کیا ہے اور نہ وہ اس بات کو معلوم کرتا ہے کہ قرآن پڑھتے وقت وقف کے مقامات کیا ہیں اور حالانکہ قرآن کا حرف حرف نداء واعلان کرتا ہے کہ میں تیرے اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں کہ تُو مجھ پر عمل کرلے اور میرے موعظت (۱) سے نصیحت حاصل کرلے اور امام نحاسؒ کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ اوقاف کی تعلیم بھی اسی طرح حاصل کرتے تھے۔ جس طرح وہ قرآن کو سیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ انکے بعض کا قول ہے کہ بلاشبہ معرفت وقف بھی مذہب اہل سنت کو مذہب معتزلہ سے جُدا اور ممتاز کرتا ہے اور بین المذہبین فصل واضح کرتا ہے اور منقول ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن عمرؓ برابر آٹھ

سال تک حفظ کرتے رہے اور اسکے ختم کے وقت ایک بدنہ کی قربانی دی اور وارد ہے کہ سیدنا علیؓ سے اللہ کے قول ورتل القرآن ترتیلا قرآن کا مفہوم تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف ہے اور قولِ صحابی کا حکم اسی طرح ہے جس طرح (حدیث) مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے یعنی اس کی مخالفت نہ کسی نے کی ہے اور نہ اس میں رائے کا کچھ دخل ہے اور یہ قول صحابی وہ ہے جس میں رائے کو قطعاً دخل نہیں ہے پس اگر قول صحابی کی کوئی غیر مخالفت کر لے یا اس میں رائے کو دخل دے تو قولِ صحابی حجت نہ رہیگا۔ اور ظاہر ہے کہ جب قول صحابی حجت نہ رہا اور اُس میں رائے کو دخل ہوا تو احکام شرعیہ بازیچہ اطفال بن کررہ جائیں اور مستحکم نہ رہیں حتیٰ کہ خود قرآن ہی مستحکم نہ رہیگا۔ امام المتاخرین علامہ جزریؒ کتاب النشر فی القرآءت العشر: میں فرماتے ہیں کہ کلام سیدنا علیؓ تعلیم اور معرفۃ الوقوف کی دلیل ہے اور کلام عبداللہ بن عمرؓ برہان ہے اس بات پر کہ تعلیم علم الوقوف پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور ہمارے نزدیک بھی صحت کے درجہ میں ہے بلکہ تواتر کو پہنچ چکا ہے کہ تعلیم وقف وابتداء اور اس کا اعتناء (۲) اور اہتمام وانصرام سلفِ صالحین سے ثابت اور منقول ہے۔

حاشیہ (۱) قرآن پاک کے مواعظ (۲) اعتناء، اہتمام و انصرام قریباً ایک ہی معنٰی میں استعمال ہوتے ہیں۔

☆------------------ یا ------------------☆

السوال الثانی (ب).............:۔

(۱) کلمہ کے آخر میں جب حرف علت غیر مرسوم ہو جیسے نُنجِ الْمُؤمِنِینَ میں، اور اسی طرح حرف علت جب کلمہ کے آخر میں مرسوم یعنی ثابت فی الرسم ہو جیسے اَقِیمُو الصَّلٰوۃَ میں تو بہ حالت وقف انکے کیا احکامات ہونگے؟ مثالوں کیساتھ بالتفصیل ذکر کریں۔ (18)

(۲) تماثل فی الرسم کسے کہتے ہیں؟ اور اسکے سبب اگر اخیر کلمہ میں حرف علت مرسوم نہیں جیسے لِتَسْتَوٗا تو بہ حالت وقف حرف علت کو پڑھنے کا کیا حکم ہوگا؟ (11) تماثل فی الرسم کی وجہ سے حرف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں لکھیں (5).............(34)

جواب........امور مطلوبہ:۔

(۱) حرف علت غیر مرسوم اور مرسوم کے احکام حالت وقف میں بمع امثلہ۔

(۲) تماثل فی الرسم کی تعریف اور لِتَسْتَوٗا کے حرف علت کا حالت وقف میں حکم۔

(۳) تماثل فی الرسم کی وجہ سے حروف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں۔

(۱) **حرف علت غیر مرسوم اور مرسوم کے احکام حالت وقف میں بمع امثلہ:۔**

جن لفظوں کے آخر میں حروف مدہ رسمًا محذوف ہیں وہ باوجود اصل میں ثابت ہونے کے بھی وقف میں حذف ہوجاتے ہیں ایسے حروف مدہ کی مثالیں جو اصل میں ثابت ہونے کے باوجود رسم سے محذوف ہیں جو یہ ہیں۔ سَوفَ يُؤْتِ اللّٰهُ (نساء ۲۱) نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس ۱۰) وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ (بنی اسرائیل ۲) وَيَمْحُ اللّٰهُ (شوریٰ ۳) کہ یہ اصل میں سَوفَ يُؤْتِي اللّٰهُ، نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ، وَيَدْعُوا، وَيَمْحُوا لیکن ان کے آخر سے الف، واؤ اور ہا، رسمًا محذوف ہیں اسلیئے ان کلمات پر وقف بھی ان حرفوں کے حذف کیساتھ ہی کیا جاتا ہے اور ثابت رکھنا جائز نہیں۔

کلمہ کے آخر میں حروف علت کے مرسوم ہونے کی صورت میں قاری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ وقف میں کلمہ کی رسم (لکھائی) کو ملحوظ رکھے۔ یعنی وقف کرتے وقت اس بات کو بھی لکھیے کہ وہ کلمہ جس پر وقف کر رہا ہے کس طرح لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ ضابطہ یہ ہے کہ جو کلمہ جس طرح لکھا ہوا ہو وقف میں اسی طرح پڑھا جاتا ہے خواہ اصل میں اس کے خلاف ہی کیوں نہ پڑھا جاتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ الظُّنُونَا، الرَّسُوْلَا، السَّبِيلَا سَلَا سِلَا اور اَنَا جو واحد متکلم کی ضمیر ہے قرآن میں جہاں بھی آئے باوجود یکہ وصل میں ان کا الف نہیں پڑھا جاتا۔ مگر چونکہ لکھا ہوا ہے اس لیئے وقف میں پڑھا جاتا ہے اور وقف میں الف کو حذف کرنا جائز نہیں۔ البتہ صرف سَلَا سِلَا میں دونوں طرح وقف کرنا صحیح ہے۔

(۲) **تماثل فی الرسم کی تعریف اور لِتَسْتَوٗا میں آخری حرف علت کا حالت وقف میں حکم:۔**

وہ کلمات جن میں ایک ہی حرف کی ایک ہی طرح دو شکلیں جمع ہونے کے سبب سے ایک کو حذف کرنے کو تماثل فی الرسم کہتے ہیں جیسے: لِتَسْتَوٗا کہ اصل میں لِتَسْتَوُوْا تھا۔ ایک ہی طرح کی دو شکلیں جمع ہونے کے سبب ایک شکل حذف کی گئی ہے۔

جبکہ لِتَسْتَوٗا کے آخری حرف علت میں حالت وقف میں دوسری واؤ محذوفہ کو ثابت رکھ کر وقف کیا جائے گا۔

(۳) **تماثل فی الرسم کی وجہ سے حرف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں:۔**

(۱) تَلْوٗا (۲) يُحْيِـۦ (۳) وَلِيِّۦ

السوال الثالث ....(الف):۔

(۱) الوقف بالاسکان، الوقف بالاشمام، الوقف بالروم اور وقف بالابدال کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل تحریر کریں (33)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

وقف بالاسکان، وقف بالاشمام، وقف بالروم اور وقف بالابدال کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل:۔

(۱) **وقف بالاسکان:۔**

جب کسی موقوف علیہ کا آخری حرف ایک ہی حرکت سے متحرک ہو یعنی وہ غیر (۱) متون ہو عام ہے کہ وہ حرکت فتحہ ہو یا کسرہ ہو اور عام ہے کہ وہ حرکت اصلی ہو یا عارضی اور وقف کرتے وقت اُسے کلیۃً ساکن کر دیا جائے تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالاسکان کہتے ہیں۔ وقف بالاسکان جملہ حروف اور ہر حرکت پر جائز اور روا ہے۔ جیسے: سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ○ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوالۡاَلۡبَابِ○ وَضَرَبۡنَالَکُمُ الۡاَمۡثَالَ○ لِتَزُوۡلَ مِنۡهُ الۡجِبَالَ○

حاشیہ (۱) جس پر تنوین نہ ہو۔

(۲) **وقف بالاشمام:۔**

جب کسی کلمہ پر کرنا مطلوب ہو اور حرف آخر بہ ضمۂ اصلی مفہوم ہو اور وقف کرتے وقت موقوف علیہ کو کلیۃً ساکن کرنے کے بعد اسکی حرکت ضمہ کی طرف ہونٹوں سے اشارہ کیا جائے۔ تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالاشمام (۲) کہتے ہیں جیسے مِنۡ قَبۡلُ ۔مِنۡ بَعۡدُ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ وغیرہ۔ وقف بالاشمام فقط ضمہ اصلی میں ہوتا ہے ضمۂ عارضی اور فتحہ وکسرہ میں جائز نہیں ہے اشمام کا مقصدِ (۳) وحید مخاطب کو اظہار حرکت کا اعلان ہوتا ہے، یعنی یہ احساس کرانا ہوتا ہے کہ موقوف علیہ بہ ضمہ اصلی مضموم ہے۔ اشمام ایک اصطلاحی لفظ ہے جو بین القراء مشہور ہے اور اس کا مفہوم ہے ہونٹوں سے ضمہ کی اشارہ کرنا عندالقرآء اشمام تین قسم پر ہے۔ اوّل **اشمام الحرف بالحرف، و هو اشمام الصاد بالزای، ای حلط الصاد بالزای**، یعنی صاد کو زاء کے ساتھ اس طرح خلط کرنا کہ وہ دونوں آپس میں مل مخلوط اور ایک دوسرے کی صفات سے موصوف ہو جائے، جیسے صِرَاطَ وَالصِّرُاطَ ،عِنۡدَخَلَفۡ وَخَلَّادۡ.

حاشیہ (۲) اشمام لغت میں بُو دینے، سر اونچا کرنے اور کسی کو گلاب کا پھول سونگھانے کو کہتے ہیں مناسبت معنی لغوی اور اصطلاحی میں ظاہر ہے کہ قاری حرف کو حرکت کی بو دیتا ہے۔ ہونٹ گول (اونچے) کرتا ہے اور حرف موقوف کو ضمہ کی بو سونگھاتا ہے۔

(۳) اصل یا بڑا مقصد۔

(۲) **اشمام الرکۃ بالحرکۃ:۔**

یعنی کسرہ کو ضمہ کیساتھ اس طرح خلط کرتا ہے کہ جزء (۱) ضمہ مقدم اور غالب رہے جیسے قِیۡلَ ، غِیۡضَ عندالکسائی وغیرہ۔

حاشیہ (۱) ادائیگی اور تخلیط کے وقت ضمہ کی ادائیگی مقدم ہو۔

(۳) الاشمام بالاشارہ، وھواشارۃ بالشفتین الی ضمۃ الموقوف علیہ:۔

یعنی وہ ہونٹوں سے اس طرح اشارہ کرتا ہے کہ ناظر معلوم کر سکے کہ موقوف علیہ پر ضمہ ہے اور عند الحفص ؒ یہی اشمام مروی ہے

(۳) وقف بالروم:۔

جب کسی کلمہ پر وقف کرنا مطلوب ہو اور اس کا حرف آخر بہ ضمہ اصلی مضموم یا بہ کسرہ اصلی مکسور ہو اور وقف کرتے وقت اس کی حرکت کا تیسرا حصہ ادا کیا جائے تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالروم (۲) کہتے ہیں۔ وقف بالروم ضمہ اصلی یا کسرہ اصلی میں ہوتا ہے ضمہ عارضی کسرہ عارضی اور فتحہ میں جائز نہیں ہے روم کا مقصد وحید بھی مخاطب کو اظہارِ حرکت کا اعلان ہوتا ہے۔ یعنی یہ احساس کرانا ہوتا ہے کہ موقوف علیہ بہ ضمہ اصلی مضموم یا بہ کسرہ اصلی مکسور ہے روم ایک اصطلاحی لفظ ہے جو بین القراء مشہور ہے اور اس کا مفہوم ہے حرکت کا تیسرا حصہ ادا کرنا۔ روم کی بھی بالروایت دو قسمیں ہیں روم واجب اور روم جائز۔ ۝ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝

حاشیہ (۲) روم کے لغوی معنی قصد کرنا، تلاش کرنا اور چاہنا اور روم میں بھی حرکت کے ظاہر اور ادا کرنے کیلئے خاص قصد و اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۴) وقف بالابدال:۔

جب غیر تاء تانیث (۳) مدورہ منصوب منون ہو تو اس کی تنوین کو الف سے بدلنا چاہئے ایسا ہی جب تائے تانیث مدورہ مرسوم ہو اور بہ یک حرکت متحرک ہو یعنی غیر منونہ ہو تو اسے خالص ہاء سے بدلنا چاہیئے پس اس طرح وقف کرنے کو اصطلاح قرأء میں وقف بالابدال کہتے ہیں وقف بالابدال باعتبار (۴) عمل دو طرح ہوتا ہے اور بلحاظ (۵) وقوع دو مقام پر ہوتا ہے۔

(۱) یہ کہ جب کوئی حرف موقوف علیہ مفتوح و منصوب منون ہو، مشدد ہو خواہ غیر مشدد تو اس کی تنوین کو الف سے بدلنا چاہیئے خواہ بعد از تنوین الف مرسوم (لکھا ہوا) ہو جیسے اَحَدًا ، عَدًا خواہ غیر مرسوم (لکھا ہوا نہ ہو) ہو جیسے مَاۤءً ، فِدَاۤءً ، سُدًى مُسَمًّى.

حاشیہ (۳) جب موقوف علیہ تائے تانیث نہ ہو۔ (۴) باعتبار عمل سے عمل بالابدال ہی مراد ہے یعنی مفتوح و منصوب نون کو الف سے بدلنا اور تائے مدّورہ کو یاء سے بدلنا۔ (۵) بلحاظ وقوع سے مراد واقع ہونے کی جگہ ہے جو دو ہیں موقوف علیہ مفتوح و منصوب نون اور تائے مدّورہ۔

(۲) یہ کہ جب تائے تانیث مدوّرہ یعنی بصورت ہاء مکتوب ہو: ۃ: اور غیر منوّن ہو یعنی بہ یک حرکت متحرک ہو: ـَۃ ، ـُۃ ، ـِۃ: تو وقف کرتے وقف اُسے خالص ہاء سے بدلنا چاہیئے۔ اور بدلنے کے بعد اسکی صورت یہ ہو جاتی ہے: ہ: وقف بالابدال میں الف مُبدّ لہ عن التنوین کی مقدار کو دو حرکت سے گھٹانا، بڑھانا جائز نہیں ہے فَتَعْمَلُ بِمِقْدَارِهَا الْمُنَزَّلَةُ، كَمَا هُوَ فِي تَفْهِيمِ التَّجْوِيدِ. وقف بالابدال میں الف مُبدّ لہ ین التنوین کی مقدار کو دو حرکت سے گھٹانا، بڑھانا جائز نہیں ہے فَتَعْمَلُ بِمِقْدَارِهَا الْمُنَزَّلَةُ، كَمَا هُوَ فِي تَفْهِيمِ التَّجْوِيد. وقف بالابدال الالف کی مثالیں۔ جیسے اَنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًاo اَنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا o تاءِ تانیث مدورہ کی مثالیں جیسے نَذْرَةٍ ، سَفَرَةٍ ، اٰنِيَةٍ.

☆------------------☆------------------☆

السوال الثالث (ب).............:۔

(ا) وقف حسن، وقف قبیح، اعادہ حسن اور اعادہ قبیح کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل لکھیں (33)۔

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(ا) وقف حسن، وقف قبیح، اعادہ حسن اور اعادہ قبیح کی تعریفات مع امثلہ:۔

(ا) الوقف الحسن:۔المنسوب (۳) الی المعنی:۔

یعنی وقف حسن، منسوب بسوئے معنی اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی تعلق پایا جائے اور لفظی تعلق کے ہوتے ہوئے فصل وانقطاع کلام سے معنوی قباحت لازم نہ آئے الوقف الحسن منسوب بسوئے معنی، بلحاظ وقوع (۵) اور مرتبہ اگرچہ مختلف قسم پر ہوتا ہے یعنی وہ کبھی قریب بہ وقف کافی ہوتا ہے کبھی قریب بہ وقف قبیح ہوتا ہے کبھی وہ قریب بہ وقف تام بھی ہوتا ہے کبھی قریب بہ وقف قبیح ہوتا ہے۔ نیز کبھی وہ فی نفسہ تو حسن ہوتا ہے لیکن اس کے بعد سے ابتداء غیر حسن ہوتی ہے اور کبھی وہ کسی معنٰے مقصود کے پیش نظر زیادہ ضروری اور اکد ہو جاتا ہے مگر باعتبار اسم وہ واحد ہی ہوتا ہے علامہ بدرالدین زرکشی الوقف الحسن المنسوب بسوئے معنی کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں اور حسن وہ ہے جس پر وقف حسن ہو اور اس کے مابعد سے ابتداء حسن نہ ہو بوجہ تعلق لفظی ومعنوی کے اپنے ماقبل سے جیسے الحمدللہ رب العلمین اور الرحمن الرحیم. اس پر وقف حسن ہے۔

حاشیہ (۳) جسکی نسبت معنی کی طرف یعنی معانی کے قبیل سے ہو۔ (۵) یعنی مختلف جگہوں پر واقع ہونے کے اعتبار سے

(۲) وقف قبیح:۔

جب کسی کلمہ پر ٹھہر کر سانس لیا جائے اور مفہوم کلام واضح نہ ہو، یا اس سے معنی غیر مراد لازم آئے تو ایسے وقف کو وقف قبیح (۱) منسوب بسوئے معنی کہتے ہیں الوقف ای الوقف القبیح المنسوب الی المعنی اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جس میں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق ہوتا ہے لیکن یہ تعلق کبھی تو ایسا لا (۲) ینفک ہوتا ہے کہ انقطاع کلام سے مراد اور مفہوم واضح نہیں ہوتا اور کبھی وہ ایسا لاینفک ہوتا ہے کہ انقطاع کلام کی وجہ سے معنی اور مفہوم کلام میں نقص وخلل واقع ہوجاتا ہے چنانچہ علامہ اشمونیؒ وقف قبیح کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔اور وقف قبیح وہ وقف ہے کہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی اور معنوی تعلق انتہائی شدید ہوتا ہے اور کبھی وقف قبیح سے بھی وقف اقبح ہوتا ہے جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖ ، فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ. اور جیسے۔ لا تقربو الصلوۃ کہ یہ مطلقاً ترکِ صلوۃ کے اباحت کا وہم پیدا کرتا ہے۔

حاشیہ (۱) مذموم وناقص وقف۔ (۲) جو جدا نہ ہو۔

(۳) اعادہ حسن:۔

اگر وقف فاعل پر ہوا ہو تو اعادہ فعل سے، اگر وقف مضاف پر ہوا ہو تو اعادہ مضاف سے ، اگر وقف صفت پر ہوا ہو تو اعادہ موصوف سے اور اگر وقف جار مجرور پر ہوا ہو تو اعادہ اسکے متعلق سے حسن کہلاتا ہے مثالیں جیسے وَلَا تَتَّخِذُوۡآ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلاً بَیۡنَکُمۡ فَتَزِلَّ قَدَمٌ میں۔فَتَزِلَّ سے اعادہ: فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الۡجُوۡعِ پر وقف کے بعد لِبَاسَ سے اعادہ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِیۡھَا مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ پر وقف کے بعد زوجین سے اعادہ موصوف ،صفت کی مثال ہے اور اعادہ اِحۡمِلۡ فِیۡھَا سے جار مجرور کے متعلق کی مثال ہے۔

(۴) اعادہ قبیح:۔

یعنی فاعل بلا فعل کے ،مضاف بلا مضاف الیہ کے ،صفت بلا موصوف کے، جار بلا متعلق اور صلہ بلا موصول کے اعادہ قبیح ہوتا ہے۔مثالیں جیسے اعادہ حسن کی مثالوں میں فَتَزِلَّ قَدَمٌ میں قَدَمٌ سے اعادہ اور لِبَاسَ الۡجُوۡعِ میں اَلۡجُوۡعِ سے اعادہ اور زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ میں اِثۡنَیۡنِ سے اعادہ موصوف صفت کی مثال میں اور فِیۡھَا مِنۡ کُلٍّ یا مِنۡ کُلٍّ سے اعادہ جار مجرور کے متعلق والی مثال میں اعادہ قبیح کہلاتا ہے۔

الورقة الثالثة تفهیم الوقوف

۱۴۳۵ھ/2014ء

السوال الاوّل.............(الف):۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی کتنی قسمیں ہیں بالتفصیل لکھ کر مواقع بھی تحریر کریں۔(17)

(۲) فنِ وقوف کے حصول کے لئے کن علوم وفنون کی حاجت ہے سپرد قلم کیجئے۔(16)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں اور مواقع۔ (۲) فنِ وقوف کے لئے ضروری علوم وفنون۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں اور مواقع:۔

سکتہ لطیفہ (۱) دو قسم پر ہے ایک وہ جو ائمہ قراءت سے منقول ہے دوم وہ جو آئمہ وقف سے منقول ہے سکتہ لطیفہ معنویہ (۲)، جو امام ولی الشاطبی (۳) عن حفص بن سلیمان عن العاصمؒ کے نزدیک واجب ہے اور جیسا کہ بروایت حفصؒ مکتوب مصاحف فی بلاد المسلمین میں مرسوم ومکتوب ہے مندرجہ ذیل چار مقامات پر ہے۔

(۱) وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ سکتہ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ (فی الکهف)

(۲) قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (فی یٰسٓ)

(۳) وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ ۝ (فی القیٰمة)

(٤) كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (فی المطففین)

البتہ علماء وقف مثل علامہ امام ابوجعفر بن طیفور السجاوندی وغیرہ کے نزدیک چار مقامات پر بین الآیۃ سکتہ معنوی جائز ہے اسی واسطے موجودہ مصاحفِ مطبوعہ میں مکتوب ومرسوم ہے لیکن ان مقامات پر سکتہ لطیفہ روایتہً نہیں بلکہ تبعًا (٤) لِائِمَّةِ الوقف (۵) جائز ہے اور وہ مواضع اربعہ درج ذیل ہیں۔

حاشیہ(۱) اس کا زمانہ وقفہ طویلہ اور وقف سے کم ہوا سے وُقیفہ، وقفہ خفیفہ، یسیرہ، سکتہ قصیرہ اور قلیلہ بھی کہتے ہیں (کمال الفرقان)

(۲) امام حفصؒ کے نزدیک واجب بطریق شاطبی ہے۔(۳) کیونکہ یہ معنی مقصود کی رعایت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

حاشیہ (٤) یعنی ائمہ وقف کے کہنے کی وجہ سے جائز ہے۔(۵) سکتہ کرنا افضل ہے واجب نہیں اور ترک بھی جائز ہے۔

(۱) قالا ربناظلمنا انفسنا ٭ وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین (فی الاعراف) (۲۳)

(۲) اولم یتفکرو ٭ مابصاحبهم من جنة ط ان هوالا نذیر مبین ٥ (فی الاعراف) (۱۸٤)

(۳) یوسف اعرض عن هذا٭ واستغفری لذنبك انك کنت من الخٰطِئین ٥ (فی یوسف : ۲۲)

(٤) قالتا لانسقی حتی یصدر الرعاء ٭ وابونا شیخ کبیر (فی القصص :۲۳)

(۲) فنِ وقوف کے لئے ضروری علوم وفنون:۔

حَـاجَةُ هٰذَا لِفَـنِّ اِلَى الْعُلُوْمِ الْمُخْتَلِفَةِ . یعنی اس فن الوقوف کی مختلف علوم وفنون کی طرف ضرورت پڑتی رہتی ہے یعنی علم الوقوف پر قدرت کاملہ حاصل کرنے کے لئے علم التجوید کے بعد اور علوم ابتدائیہ عربیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ علوم مختلفہ کی طرف حاجت پڑتی رہتی ہے اور اعلیٰ علوم وفنون حاصل کئے بغیر فن الوقوف پر کما حَقَّہٗ عمل کرنا انتہائی دشوار ہوتا ہے جلیل القدر ائمہ اور متبحر اربابِ علم نے علم الوقوف میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لئے قاری کو مندرجہ ذیل علوم وفنون کے حصول پر زور دیا ہے۔

(۱)علم التجوید (۲) علم القراء ت (۳) علم رسم الخط المصاحف

(٤) علم الصرف (٥) علم النحو (٦) علم البیان

(۷) علم التفسیر (۸) علم قصص القرآن (۹) علم تلخیص بعضها من بعض

(۱۰) علم لغت اللتی نزل بهاالقرآن (۱۱) علم الفقهه

(۱۲) علم الاختلاف مذاهب الاربعه .

السوال الاوّل (ب)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔:۔

(ا) وقوف منسوبہ الی المعانی کی قسمیں تحریر کریں (17)

(۲) وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف کی کتنی قسمیں اور کون کون سی ہیں۔(12)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(ا) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام۔

(۲) وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف علیہ کی اقسام۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام:۔

الوقوف المنسوبۃ الی ، یعنی وہ وقوف جنکی نسبت معانی کی طرف کی جاتی ہے وہ چار قسم پر ہے اس لئے کہ موقوف علیہ یعنی اس کے ماقبل اور مابعد کا تعلق چار قسم پر ہوتا ہے۔

(۱) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق کلیۃً منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے ماقبل و مابعد کا ہر جملہ فی نفسہا واضح المعنٰی ہوتا ہے اور اداءِ مفہوم میں ایک دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا۔ (وقف تام)

(۲) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی تعلق تو منقطع ہو جاتا ہے مگر معنوی تعلق باقی رہتا ہے اور اس کے طرفین کا ہر جملہ اگرچہ فی نفسہا مفید معنی ہوتا ہے مگر فی الجملہ وہ حصول مفہوم میں ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ (۱) (وقف کافی)

حاشیہ (۱) دو جملوں کے منقطع ہونے سے۔

(۳) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی تعلق باقی رہتا ہے لیکن انقطاعِ (۱) جملتین سے قباحتِ معنٰی لازم نہیں آتا مگر وضاحتِ معنٰی اور ربطِ مفہوم کے لئے ہر جملہ ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے اور بغیر ملائے جملیتن کے مفہوم کلام واضح نہیں ہوتا۔ (۲)

حاشیہ (۱) دو جملوں کے منقطع ہونے سے۔ حاشیہ (۲) وقف حسن مراد ہے۔

(۴) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق باقی رہتا ہے مگر یہ تعلق انتہائی شدید اور بہت گہرا ہوتا ہے اور اس قسم کا ہوتا ہے کہ فصل وانقطاعِ جملتین سے نہ صرف معنوی قباحت لازم آتی ہے بلکہ بغیر ملائے طرفین کے کلام : مالا یلیق (۳) اور معنٰی قبیح واقبح کا احتمال رہتا ہے۔ (وقف قبیح اور وقف اقبح)

حاشیہ (۳) اللہ تعالٰی کے مراد کے لائق نہیں ہوتا۔

(۲) وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف علیہ کی اقسام:۔

اَقْسَامُ الْوُقُوْفِ الْمَنْسُوْبَةِ اِلَی الْاَدَآءِ (٤) بِلِحَاظِ كِيْفِيَّةِ اَدْآءِ الْمَوْقُوْفِ عَلَيْهِ.

حاشیہ (٤) عام طور پر جسے کیفیت وقف کی اقسام کہتے ہیں۔

یعنی اقسام وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اَداء موقوف علیہ چھ اقسام پر منقسم ہیں۔ نیز جاننا چاہیئے کہ علماء وقف نے قراء سبعہ متواترہ کے لئے وقف علٰی اواخر الکلم کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں لیکن ہم چونکہ روایت حفص بن سلیمان عن عاصم بن ابی النجود الکوفی کے مسائل بطریق الولی الشاطبی بیان کر رہے ہیں اور ان کے نزدیک وقف، علٰی، اواخر الکلم

کی چھ قسمیں ہیں اس لئے ہم چھ ہی قسمیں بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) اَلْوَقْفُ بِالْاِسْکَانِ (۲) اَلْوَقْفُ بِالْاِشْمَامِ (۳) اَلْوَقْفُ بِالرَّوْم

(٤) اَلْوَقْفُ بِالْاِبْدَالِ (٥) اَلْوَقْفُ بِالْحَذْفِ (٦) اَلْوَقْفُ بِالْحَذْفِ وَالْاِبْدَالِ

☆-------------☆-------------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(ا) عندالقراءۃ اشمام کی قسمیں لکھ کر اشمام فی الروایۃ کی قسمیں بھی ضرور لکھیں۔(17)

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام لکھیں نیز علامات ورموز بھی تحریر کریں (16)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(ا) عندالقراءۃ اشمام کی قسمیں اور اشمام فی الروایۃ کی قسمیں۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام، علامات اور رموز

(ا) عندالقراء اشمام کی قسمیں اور اشمام فی الرویۃ کی قسمیں:۔

عندالقراء اشمام تین قسم پر ہوتا ہے۔

(۱) اِشْمَامُ الْحَرْفِ بِالْحَرْفِ ، وَهُوَ اِشْمَامُ الصَّادِ بِالزَّاىِ ، اَىْ خَلْطُ الصَّادِ بِالزَّاىِ ، یعنی صاد کو زاء کیساتھ اس طرح خلط کرنا کہ وہ دونوں آپس میں ملکر مخلوط اور ایک دوسرے کی صفات سے موصوف ہو جائیں، جیسے صِرَاطَ وَالصِّرَاطَ ، عِنْدَ خَلَفْ وَخَلاَّدْ .

(۲) اِشْمَامُ الْحَرْكَةِ بِالْحَرْكَةِ وَهُوَ خَلْطُ الْكَسْرَةِ بِالضَّمَةِ ، یعنی کسرہ کو ضمہ کیساتھ اس طرح خلط کرنا کہ جزء ضمہ مقدم اور غالب رہے جیسے: قِيْلَ ، غِيْضَ عندالکسائی وغیرہ۔

(۳) اَلْاِشْمَامُ بِالْاِشَارَةِ ، وَهُوَ اِشَارَةُ بِالشَّفَتَيْنِ اِلٰى ضَمَّةِ الْمَوْقُوْفِ عَلَيْهِ یعنی وہ ہونٹوں سے اس طرح اشارہ کرنا ہے کہ ناظر معلوم کر سکے کہ موقوف علیہ پر ضمہ ہے اور عندالحفصؒ یہی اشمام جائز۔ اشمام یعنی اشارہ بالشفتین دو قسم پر ہوتا ہے واجب وجائز بروایت حفصؒ سورت یوسف میں : لَا تَاْمَنَّا : میں اشمام وصلاً ووقفاً واجب اور ضروری ہے اور موقوف علیہ مضموم بہ ضمہ اصلی میں جائز ہے۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام علامات اور رموز:۔

اَقْسَامُ الْوَقْفِ الْمُتفقِ عَلَیْہِ، یعنی وہ اوقاف قرآنیہ جن پر قراء عرب وعجم قدیمًا (۱) وحدیثًا بالاتفاق ، بالاہتمام اور بالالتزام وقف کرتے چلے آرہے ہیں اور قراء زمانہ شرقًا وغربًا اور شمالاً وجنوبًا وقف کرتے چلے آرہے ہیں وہ بالاتفاق ان اوقاف کو معتبر محقق اور مدلل مانتے اور تسلیم کرتے ہیں وہ علی حسب المراتب والمدارج پانچ ہیں۔

حاشیہ (۱) متقدمین، متاخرین قراء عرب وعجم

(۱) وَقْفٌ لَازِمٌ (۲) وَقْفٌ مُطْلَقٌ (۳) وَقْفٌ جَائِزٌ (٤) وَقْفٌ مُجوّزٌ (٥) وَقْفٌ مُرَخَّصٌ

(۱) وقف لازم:۔ اَلْـوَقْفُ اللاَّزِمُ اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جس پر بلحاظ معنٰی وقف متعین، لازم، لابدی اور اشد ضروری ہوتا ہے اور وصل واتصال کلام کی وجہ سے خلاف مقصود اور کلام مبہم ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ وقف لازم کے لئے میم صغیرہ: م: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ لازم لازم شرعی نہیں بلکہ لازمِ اصطلاحی ہے۔ (عند ائمہ الوقف)

(۲) وقف مطلق:۔ اَلْوَقْفُ الْمُطْلَقُ. اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جس پر وقف کرنا اولٰی اور افضل ہوتا ہے اس لئے کہ وقف کرنے سے کلام سابقہ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ اور وصل کرنے سے اتصالِ کلام کا اشتباہ ہوتا ہے اور مفہوم کلام واضح نہیں ہوتا۔ اَلْوَقْفُ الْمُطْلَقُ کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے طاء صغیرہ: ط: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے

(۳) وقف جائز:۔ اَلْـوَقْفُ الْـجَـائِـزُ ، اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں پر وقف اور وصل مساوی الحیثیت ہوں، لیکن افہام وتفہیم معنی اور مفہوم کلام کی وضاحت کے پیش نظر وقف فی الجملہ اولٰی اور افضل ہوتا ہے اَلْـوَقْفُ الْجَائِزُ کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے جیم صغیرہ: ج: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

(۴) وقف مجوّز:۔ اَلْوُقْفُ الْـمجوزُ. اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں پر معنوی اعتبار سے وقف تو جائز ہوتا ہے مگر وصل اولٰی اور افضل ہوتا ہے اَلْوَقْفُ الْـمُـجَـوِّزُ کثیـر الوقوع ہے۔ اور اس کیلئے زاىِ صغیرہ: ز: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

(۵) وقف مرخص:۔ اَلْوَقْفُ الْمُرَخّص اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جہاں پر طول کلام اور تنگئی سانس کی وجہ سے مجبورًا اور ضرورۃً وقف کرنے کی رخصت ہوئی ہے اَلْوَقْفُ الْـمُـرَخّصُ بھی کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے صادِ صغیرہ: ص: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

السوال الثانی (ب)...............:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام لکھیں نیز رموز بھی لکھیں اگر متعین ہوں (17)

(۲) وقف مختلف فیہ کی کتنی قسمیں ہیں بالتفصیل تحریر کریں (16)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام ورموز۔

(۲) وقف مختلف فیہ کی اقسام۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام ورموز:۔

اَلْوَقْف الْمُخْتَارُ (۱) عَلَیْہِ وہ اوقاف اور محل اوقاف منسوبہ اور مخصوصہ ہیں جن کو قراء عرب وعجم قدیمًا و حدیثًا اور قراءِ زمانہ شرقًا وغربًا ، شمالاً وَ جنوبًا باالاتفاق مسنون، مستحب اور پسندیدہ قرار دیتے ہیں اور وقف لازم کی طرح محقق ومدلل اور معتبر مانتے ہیں اَلْوَقْفُ الْمُخْتَارُ عَلَیْہِ عند علماء الوقف مذکورۃ الذیل چار اقسام پر منقسم ہے۔

حاشیہ (۱) وہ وقف جس کو عرب وعجم کے متقدمین ومتاخرین قراء نے چنا ہو اور اعتبار دیا ہو۔

(۱) وَقُفُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) وَقْفُ جِبْرِیْلَ علیہ السلام (۳) وَقْفُ غُفْرَانٍ (۴) وَقْفُ مُعَانَقَۃٍ

(۱) **وَقْفُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم:.** اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جو خصوصیت کیساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف منسوب ہے اور بین الآیات اور رءوس الایات سماعًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور تلاوۃً مشہور ہے وَقْفُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ چونکہ منسوب الی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بنآءً علی ذالك ، اعیان امت ، علماء ، صلحاء اور قراء استحبابًا اور اتباعًا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقف پر مخصوص وقف کیا کرتے ہیں وَقْفُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے لئے علماء وقف نے اور امام سجاوندی رحمہ اللہ نے کوئی خاص رمز وعلامت وضع نہیں کی ہے لیکن یہ وقف چونکہ اہم الاوقاف ہے اور مسنون ومستحب ہے اس لئے اس علامت :صـــ: کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وقف النبی علیہ السلام یا مکتوب ہوتا ہے وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) **وَقْفِ جِبْرَیْل علیہ السلام:۔** جس کو وقف منزل بھی کہتے ہیں وہ وقف ہے جہاں پر نزول قرآن کے وقت جبریل امین علیہ السلام نے وقف کیا ہے اور اِتِّبَاعًا لِجِبْرِیْل علیہ السلام وَسُوْلُ الصَّادِقُ الْاَمِیْنُ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بھی وقف فرمایا ہے بناء علیہ خواص امت علماء، صلحاء، اور قراء استحباباً اس پر وقف کیا کرتے ہیں وَقْفِ جِبْرِیل کے لئے بھی امام سجاوندی رحمہ اللہ کے کوئی خاص رمز مقرر نہیں ہے لیکن یہ وقف بھی چونکہ اہم الاوقاف اور مستحب ہے اس لئے اس علامت کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وَقْفِ جِبْرِیْل مکتوب ہوتا ہے یا وقف منزل۔

(۳) وَقْفُ غُفْرَانٍ (۱) :۔ ایک وقفِ سماعی ہے جو معنوی اعتبار سے ایسے محل پر واقع ہوتا ہے کہ اگر واقف اور سامع وہاں دعا مانگے تو وہ قبول ہوجاتی ہے۔ وَقْفِ غُفْرَان کیلئے بھی کوئی خاص رمز مقرر نہیں کی گئی۔ مگر یہ وقف بھی چونکہ سماعًا اہم الاوقاف اور مستحب ہے اس لئے اس علامت :: کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وَقْفُ غُفْرَان وَقْفُ (۲) الْمُعَانَقَۃِ اس وقف کو کہتے ہیں جب مسلسل عبارت میں قریب قریب فاصلہ پر مساوی الحیثیت مقابلۃً دو وقف واقع ہوں بایں معنٰی کہ اگر پہلی جگہ پر وصل کرلیا جائے تو دوسری جگہ پر وصل کرنا لازم ہوتا ہے تا کہ مابین الوقفتین عبارت بے ربط نہ ہوجائے۔ وَقْفُ الْمُعَانَقَۃ کے لئے تین تین نقطے: ∴ ___ ∴ ___ ∴ ___ بطور علامت ورمز کے وضع کیے گئے ہیں، یہ نقطے بین العبارت قریب قریب فاصلے پر مرسوم ہوتے ہیں برابر ہے کہ وسطِ آیت میں ہوں یا راٴس (۳) آیت پر ہوں۔

حاشیہ (۱) یہ وقف سماعی ہے جو اس مقام پر دعا کرنا ہے اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرماتے ہیں (تفہیم الوقوف) (۲) وقف المعانقہ سے مراد ایک جیسے ملے ہوئے یا قریب قریب کے دو نشانات اور مواقع ہیں۔ (۳) شروع آیت میں۔

(۲) وقف مختلف فیہ اور اس کی اقسام :۔

" اقسام الوقوف المختلف فِیہ " وہ اوقاف اور محل اوقاف قرآنیہ ہیں جن میں علماء کا بایں طور اختلاف ہوتا ہے کہ بعض علماء وقف بلحاظ سیاق وسباق اس کو مفید معنی اور موضح (۱) کلام تصور کرتے ہیں اور بلحاظ (۲) محل قوی اور معتبر قرار دیتے ہیں۔ اور بعض علماء وقف باعتبار سیاق وسباق غیر مفید معنی اور غیر موضح کلام تصور کرتے ہیں اور باعتبار محل غیر معتبر اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔

حاشیہ (۱) موضح، صیغہ اسم فاعل ہے۔ (۲) یعنی محل کے اعتبار سے وقف بہتر اور مناسب ہے۔

علماء وقف کے نزدیک وقف مختلف فیہ کی چار اقسام ہیں :۔

(۱) قیل علیہ الوقف (۲) قَدْ یُوْقَفُ (۳) قَدْیُوْ صَلُ (٤) الوصل اَولٰی

(۱) قیل علیہ الوقف :۔ یہ اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء وقف اس کو

بلحاظ سیاق وسباق مفید معنی موضح کلام تصور کرتے ہیں اور بلحاظ محل قوی اور معتبر قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف باعتبار سیاق وسباق غیر مفید معنٰی اور غیر موضح کلام تصور کرتے ہیں اور باعتبار محل غیر معتبر اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔ قیل علیہ الوقف پر اگر وصل کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ عندالاکثر وقف ضعیف ہے اور اگر اس پر وقف کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ عندالبعض وقت حسن ہے۔

قیل علیه الوقف کے لئے قاف صغیرہ: ق: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے جو اپنے عنوان کا مخفف اور دال علی العنوان (۳) ہے۔ جیسے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ ق وَمَالَكُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ ○

حاشیہ (۳) عنوان قیل علیہ الوقف ہے

(۲) **قَدْيُوْقَفُ** :. یہ اُس وقف کو کہتے ہیں جس کو باعتبار سیاق وسباق کے بعض علماء حالت وقف کو راجح و مستحب قرار دیتے ہیں اور وصل کو مرجوح، جبکہ بعض علماء وقف اس جگہ پر وصل کو راجح اور مستحب قرار دیتے ہیں اور وقف کو مرجوح اور غیر مستحب قرار دیتے ہیں لیکن پہلا قول اَوْلٰی ہے۔ قد یوقف کیلئے: قف: بطور رمز علامت وضع کیا گیا ہے اور یہ لفظ صیغہ امر نہیں ہے بلکہ اپنے عنوان کا مخفف اور دال علی العنوان ہے۔ جیسے: حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ قف كٓهٰيٰعٓصٓ ○

(۳) **قَدْ يُوْصَلُ** :۔ اس وقف کا نام رکھا گیا جس میں وقف کا راجح اور مرجوح ہونے کا اختلاف ہے، بعض علماء سیاق وسباق کے اعتبار سے وصل کو راجح اور وقف کو مرجوح قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف کو راجح اور وصل کو مرجوح قرار دیتے ہیں ان میں پہلا قول افضل واحسن ہے: صلے: اسکی علامت ورمز ہے جو کہ دال علی العنوان (۱) ہے نہ کہ صیغۂ امر جیسے۔ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ صلے اور اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ. صلے۔

حاشیہ (۱) قَدْيُوْصَلُ عنوان ہے۔

(۴) **الوصل اَوْلٰی** :۔ اس سے مراد وہ وقف ہے جس میں علماء کا اولی اور غیر اولی کا احتلاف ہے یعنی اکثر علماء سیاق و سباق کے حوالے سے وصل کو اولٰی اور وقف کو غیر اَولٰی قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف، وقف کو اَولٰی اور وصل کو غیر اَولٰی قرار دیتے ہیں والاوّلُ اَوْلٰی وَاَحْسَنُ. اسکا رمز: صلے: جو اپنے عنوان (۲) کا مخفف ہے۔ مثالیں جیسے وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ○ صلے اور وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى صلے۔ حاشیہ (۲) عنوان الوصل اَوْلٰی ہے۔

☆---------☆---------☆

السوال الثالث............(الف):۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل لکھ کر بتائیں انا اور لکنا کیسے بنا؟(20)

(۲) اہم اوقاف بھی لکھیں۔(14)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ۔

(۲) اہم اوقاف۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ:۔

لفظ انا ضمیر واحد متکلم، مرفوع منفصل ہے اور اس کے معنی ہے: میں: وَهُوَ فِيْ نَظْمِ الْقُرْاٰنِ خَمْسَةٌ وَّسِتُّوْنَ(۱) مَوْضِعًا. نیز جاننا چاہیئے اَنَا اصل میں اَنَ تھا کیونکہ ضمیر کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور اس حالت میں چونکہ وہ رسمًا و کتابةً اَنْ، اِنْ مجزوم النون سے مماثلت اور مشاکلت رکھتا ہے اس لئے اس کے ساتھ نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے تاکہ وہ اَنْ، اِنْ مجزوم النون سے جدا اور ممتاز ہو جائے۔

حاشیہ(۱) پینسٹھ جگہوں میں آیا ہے۔

(۲) لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ:۔

سورۃ کہف کی اڑتیسویں (۳۸) آیت میں لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ میں لفظ لٰكِنَّا دراصل دو کلموں کو یکجا لکھا گیا ہے یہ درحقیقت لٰكِنْ، اَنَا کے ہمزہ مفتوح کو حذف کرکے لٰكِنْ کے نون کو نَا کے نون میں رسمًا مدغم کر دیا گیا ہے تو لفظ لٰكِنَّا بنا پس یہ الف بعد النون وہی ہے جو الف (۲) الرسم والفرق کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ النشر فی القراءات العشر میں علامہ جزری فرماتے ہیں لکِنَّا کی اصل لکِنْ، اَنَا تھا ہمزہ تخفیفًا حذف کیا گیا ہے اور اسکی حرکت کو لکِنْ کے نون ساکن کو دے دیا گیا تو لفظ لکِنَنَا (۱) بدو نون مفتوحہ بن گیا پھر نون اُولیٰ کو ساکن کیا گیا اور نون ثانیہ میں مدغم کرکے طَلَبًا لِلْخِفَّةِ مشدد کر دیا گیا ہے ان حضرات کے لئے جو حالت وصل میں اُسے بغیر الفِ رسم کے پڑھتے ہیں اور جو حضرات اُسے الف رسم کے ساتھ پڑھتے ہیں پس بعد ادغام نون کے اس الف کو جو آخر اَنَا میں ہے ثابت رکھا گیا ہے عَلٰى لُغَةِ مَنْ يَّقُوْلُ اَنَا بِالْاَلِفِ وَصْلاً وَّوَقْفًا. (۲) یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تذکرہ اور ضابطہ اَنَا ضمیر واحد متکلم، مرفوع منفصل کا ہے جس کا رسم الخط تین حروف پر مشتمل ہے اول ہمزہ مفتوحہ بصورتِ الف مرسوم ہے دوم نونِ مفتوحہ سوم الف

الرسم ہے اور اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس پر الف لام تعریف داخل نہیں ہوتا۔

حاشیہ(۲) وہ الف جو اِنْ مجزوم النون اور اَنْ کے درمیان رسمًا مشاکلت ختم کرے اور ان کے درمیان فرق پیدا کرے۔ الف الرسم والفرق کہلاتا ہے۔(۱) بدونون یعنی دونون مفتوحہ۔(۲) لٰكِنَّا حالت وقف میں باثبات الف پڑھتے ہیں اتباعًا لِلرّسم اتفاقًا جبکہ حالت وصل میں ابو جعفرؒ، رویسؒ اور ابن عامر شامی: باثبات الف پڑھتے ہیں اور باقی قراء بغیر الف کے پڑھتے ہیں۔

(۲) اہم اوقاف:۔

نوٹ........:۔ اہم اوقاف کی پانچ اقسام میں سے پہلی قسم وقف لازم اسی پرچہ کے سوال ثانی (الف) کے جزء (۲) اور باقی اقسام سوال ثانی (ب) کے جز (۱) میں وقف (مختلف فیہ) کے عنوان سے حل شدہ ہیں۔

السوال الثالث (ب).............:۔

(۱) حرفِ كَلَّا سے متعلق تفصیلاً لکھیئے کہ مرکب ہے یا بسیط، قرآن میں کتنی جگہ آیا ہے نیز قرآن کے نصفِ اوّل میں کیوں وارد نہیں، وقف کا کیا حکم ہے۔(34)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) حرفِ كَلَّا مرکب ہے یا بسیط۔

(۲) قرآن میں ''كَلَّا'' کی تعداد

(۳) نصف اول قرآن میں عدم ورود کی وجہ۔

(۴) كَلَّا پر وقف کا حکم۔

(۱) حرفِ كَلَّا مرکب ہے یا بسیط:۔

كَلَّا ایک ایسا حرف ہے جس کا اعراب میں کوئی حصّہ نہیں ہے یعنی عوامل کی آمد سے اس کا حال بدلتا نہیں ہے اور یہی حال جملہ حروف معنویہ کا ہے كَلَّا کو بعض حضرات نے اگر حرف بسیط اور مفرد قرار دیا ہے مگر علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام ثعلبؒ کے نزدیک وہ کاف تشبیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے اسکے لام کو معنی کی تقویت کی وجہ سے تشدید دی گئی ہے اور اس میں توہّم کو دفع کرنا بھی مقصود ہے کہ دونوں کلموں کے معنٰی باقی ہیں۔

(۲) قرآن میں كَلَّا کی تعداد:۔

حرفِ كَلَّا قرآن کریم میں تینتیس (33) مقامات پر نصف آخر کے پندرہ سُوَرِ مکیہ میں وارد ہے کیونکہ وہ

اکثر جبابرہ ہے یعنی ڈانٹنا، دھمکانا ہیں یا یہ کہ اس کا نزول تنبیھا للجبابْرۃِ و القاھرۃ ،یعنی اہل جبر وتشدد کو متنبہ کرنے کے لئے ہوا ہے۔

(۳) نصفِ اوّل قرآن میں عدمِ ورود کی وجہ:۔

امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کَلَّا قرآن کریم کے نصف اوّل میں کیوں وارد نہیں ہوا؟ جواباً فرمایا کہ وہ چونکہ حرفِ وعید، تہدید اور تعنیف (۱) ہے ان کو اور ان پر انکار ہے اس لیے اِیْعَادً الِلْکُفّار اس کا نزول مکہ میں بار بار ہوتا رہا ہے اور وہ سورو آیات مکیہ ہی میں وارد ہے بعض نحویوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جس سورۃ میں تم کَلَّا کا لفظ سنو تو اس پر بلا تامل مکیہ ہونے کا حکم لگا دو اس لئے کہ کَلَّا میں دھمکانے اور خوف دلانے کے معنی ہیں اور تہدید اور وعید کا نزول اکثر مکہ میں ہوا ہے جہاں سرکشی اور نافرمانی بڑھی ہوئی تھی۔

حاشیہ (۱) تعنیف، سختی کو کہتے ہیں۔

(۴) کَلَّا پر وقف کا حکم:۔

حرف کَلَّا پر وقف کرنے کے بارے میں علیٰ اختلاف الاحوال چار مختلف قول ہیں۔

اَلاَ وَّلُ... جمیع قرآن میں اس پر وقف جائز ہے۔

وَالثَّانِیُ... جمیع قرآن میں اس پر وقف ممنوع ہے۔

وَالثَّالِثُ... جب اس سے ماقبل رأس آیہ ہو، تو اس پر وقف نہ کیا جائے۔

وَالرَّابِعُ..... اس میں یہ تفصیل ہے کہ زجر وتوبیخ کے لئے ہو تو وقف جائز ہے ورنہ نہیں۔

وٹس اپ گروپ = علماء دیوبند لائبریری
0300-4545376 ⟸ ایڈمن

الورقة الثالثه تفهیم الوقوف

۱۴۳۶ھ/2015ء

السوال الاوّل............(الف):۔

(۱) سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ وغرض لکھ کر بتلائے کہ اس کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟ (17)

(۲) سورۃ فاتحہ میں سکتہ معنویہ کے حوالہ سے آپ کیا جانتے ہیں؟ ملاعلی قاریؒ کا قول ضرور تحریر کریں۔ (16)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ وغرض اور اس کی اقسام کی تعداد اور تعیین:۔

نوٹ:۔ سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ الورقۃ الثالثہ 2013ء ۱۴۳۴ھ کے السوال الاوّل (ب):۔ کے جز (1) میں اور اسکی اقسام باالتفصیل 2014ء/۱۴۳۵ھ کے الورق الثالثہ۔ السوال الاوّل (الف):۔ کے جز (1) میں تفصیلی گزر چکا ہے جبکہ سکتہ کی غرض درج ذیل ہے۔

سکتہ کی غرض:۔

اَلسَّکْتَۃُ دوقسم پر ہے ایک لفظی دوم معنوی۔ سکتہ لفظی کی غرض وغایت اور مقصدِ وحید (۱) فصل بین السورتین اور حفاظت وتحقیق ہمزۃ (۲) القطع ہے، سکتہ معنوی کی غرض وغایت اور مقصدِ وحید ایضاح معنیٰ یا اعلان رأس (۳) آیہ ہے اسی واسطے بغرض اعلان رأس آیہ جملہ رُءُوس آیہ پر جمیع قراء علی سبیل الاختیار سکتہ کرتے ہیں۔

حاشیہ (۱) اصل مقصد (۲) ہمزہ قطعی کی تحقیق کے ساتھ صحیح ادائیگی۔ (۳) آیت کے شروع ہونے پر مطلع کرنا۔

(۲) سورۃ فاتحہ میں سکتہ معنویہ کی حقیقت اور ملاعلی قاریؒ کا قول:۔

سورۃ فاتحہ میں ائمہ قراءت، ائمہ وقف اور اہل اداء کے نزدیک کوئی سکتہ معنویہ منقول اور جائز نہیں ہے۔ اَلْعَوَامُ کَالْاَنْعَام سورت فاتحہ میں متعدد مقامات پر سکتہ کرتے ہیں جو قطعاً بے اصل اور خود ساختہ ہے روایات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بین الجہلاء یہ مشہور ہے کہ سورۃ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائے اور وہ سات مقامات یہ ہیں۔

دُلِلُ، هِرَبُ، کِیُوَ، کَنَعُ، کَنَسُ، تَعَلُ، بِعَلُ، اگر اسی طرح کسی کلمہ کا اول اور کسی کا آخر ملا کر کلمات وضع کئے جائیں

توہزاروں مہمل کلمات گھڑے جاسکتے ہیں اور ہزاروں سکتے پیدا ہو سکتے ہیں اسی واسطے علماء وقف تاکید فرماتے ہیں کہ کلمات میں تقطیع اور سکتات نہیں ہونے چاہئیں۔

ملا علی قاریؒ المنح الفکریہ میں فرماتے ہیں اور بعض جہلاء کی زبان پر جو یہ مشہور ہے کہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے اندر مثل ان تراکیب مذکورہ میں شیطان کے نام ہیں سو یہ سخت غلطی اور اطلاق قبیح ہے پھر ان کا الحمد کی دال اور اِیَّا ک کے کاف وغیرہ پر سکتہ کرنا صریح غلطی ہے۔

السوال الاول (ب)..............:۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم حسبِ مصنف تحریر کیجئے؟ (17)

(۲) تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون لکھیے۔(16)

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم۔

(۲) تَعَلُّم عِلْمُ الْوُقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم:۔

سکوت کی تعریف، سکوت کے لغوی معنی اَلْـمَـنْـعُ کے ہیں۔اور اصطلاح قراء میں وہ قطع کرنا اور بند کرنا ہے قرآت کو کچھ وقت کے لئے بہ نیت قراءت (۱) مزید اور وہ یہ ہے جس کے بعد استعاذہ نہیں کیا جاتا۔(عندالکل) اگر چہ وہ زمانہ طویل غیر معرض (۲) عن القرآءۃ ہو۔

حاشیہ (۱) یعنی کسی وجہ سے خاموش ہونے کے بعد قرأت کرنے کی نیت ہو۔ (۲) قرأت سے اعراض کرانے والا نہ ہو۔

سکوت کا حکم:۔

سکوت جمیع احکام میں وقف کے حکم میں ہے لہٰذا سکوت خواہ کتنا ہی طویل ہو اس کے بعد استعاذہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ اگر خلافِ قراءت کسی فعل وعمل کا صدور ہو جائے یا کلام اجنبی ہو جائے خواہ سلام کا جواب ہی دیا جائے تو سکوت، ساقط ہو جاتا ہے اور استعاذہ لازم، اَلسُّکُوْتُ جبکہ مؤخر قراءت (۳) وتلاوت ہے تو بلا وجہ اسے اختیار کرنا، پھر اس میں تاخیر کرنا مستحسن نہیں ہے بلکہ وہ مختصر ہی ہونا چاہئے تاکہ قراءت وتلاوت مسلسل جاری رہے اور درجات میں اضافہ ہوتا جائے۔مَنْ قَرَأَحَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا. اَلسُّکُوْتُ کی دو صورتیں ہوتی ہیں اوّل

اختیاری، دوم اضطراری جب قاری اور تالئی قرآن اثناء قراءت وتلاوت میں کسی مقام پر تجوید وقراءات کے مسائل اور فہم معانی قرآن میں مصروف ومشغول ہوکر خاموش ہوجائے تو اُسے اَلسُّکُوْتُ الْاِخْتِیَارِیُ کہتے ہیں۔اور جب وہ دوران تلاوت وقراءت میں کسی عارضہ کی وجہ سے خاموشی اختیار کرتے تو اُسے اَلسُّکُوْتُ الْاَضْطِرَارِیُ کہتے ہیں۔

حاشیہ (۳) یعنی قرأت میں تاخیر کرانے والا۔

(۲) تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون:۔

نوٹ:۔ تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون 2013ء ۱۴۳۴ کے الورقۃ الثالثہ کے السوال الثانی (الف) کے جز (2) میں تفصیلی مذکور ہے۔

☆-----------------☆-----------------☆

السوال الثانی.............(الف):۔

(ا) علم الوقوف میں مہارت تامہ کے حصول کے لئے جلیل القدر ائمہ نے کن کن علوم کے حصول پر زور دیا ہے۔(16)

(۲) وقف علی اواخر الکلم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں۔(17)

جواب...........امور مطلوبہ:۔

(ا) نوٹ:۔ علم الوقوف میں مہارت تامہ حاصل کرنے کیلیۓ علوم ضروریہ کے تفصیلاً الورقۃ الثالثہ 2014ء ۱۴۳۵ کے السوال الاوّل (الف) کے جز (2) میں گزر چکا ہے۔

(۲) نوٹ:۔ وقف علی اواخر الکلم کی تعداد واقسام مفصل الورقۃ الثالہ 2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الاوّل (ب) کے جز (2) میں تفصیلی گزر چکا ہے۔

☆----------------- یا -----------------☆

السوال الثانی.............(ب):۔

(ا) ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریف کے بعد احکام بھی زیب قرطاس فرمائیں۔(16)

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات تحریر کیجئے۔

جواب...........امور مطلوبہ:۔

(ا) ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریفات اور ان کے احکام۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات۔

نوٹ:۔ وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ الورقۃ الثالثہ 2014ء/١۴٣۵ھ کے السوال الثانی (الف) کے جز (2) میں حل شدہ ہے۔

(ا) **ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریفات اوران کے احکام:۔**

ابتداء:۔ جب قرآن کریم شروع کیا جائے یا جب، اثناء قرآءت وتلاوت میں کسی وقفِ منصوص پر وقف کیا جائے اور موقوف علیہ کے مابعد سے پڑھا جائے تو اِسے ابتداء کہتے ہیں۔

جیسا کہ بے اصول و بے قاعدہ اور بے محل وقف بعض اوقات مفسد معنی ہوتا ہے اسی طرح بسا اوقات بے اصول اور بے محل ابتداء بھی مفسد معنی ہوتی ہے۔ابتداء کی ایک ہی صورت ہے اوروہ ہے ابتداء بالحرکت کلمہ مبتدءہ کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو اسی سے ابتداء کرنی چاہئے۔جیسے وَمَا كَانَ اللّٰهُ اگر کلمۂ مبتدءہ کا حرف اول ساکن ہے اوروہ کلمہ اسم ہے اور معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مفتوح کرنا چاہئے جیسے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اگر کلمہ غیر معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے جیسے۔ اِسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ. اگر کلمہ مبتدءہ فعل ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اسکا حرف ثالث حرکت اصلی سے متحرک ہے یا عارضی سے اگر وہ مضموم بہ ضمہ اصلی ہو تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مضموم کرنا چاہئے جیسے اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اور اُنْظُرْ اِلَيْكَ اگر صرف ثالث مضموم بہ ضمہ عارضی ہے یا مفتوح ہے یا مکسور ہے تینوں حالتوں میں ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے جیسے۔ اِمْشُوْا جو اصل میں (اِمْشِيُوْا) تھا. اِعْلَمُوْا اور اِتَّقُوْا وغیرہ.

اعادہ:۔ اعادہ کے لغوی معنی لوٹ کر آنے کے ہیں..........اور اصطلاح قراء میں بے موقع اور بے محل وقف کرنے کے بعد ماقبل الموقوف علیہ سے لوٹا کر دوبارہ اور مکرر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں۔

اعادہ بلحاظ کیفیت:۔ حکم میں ابتداء کے ہے۔یعنی جو اصول وضوابط ابتداء کے ہیں وھی اعادہ کے بھی ہیں۔

قطع:۔ جب قاری اور تالئ قرآن پڑھتے پڑھتے کسی جگہ ٹھہر کر پڑھنا موقوف اور ترک کردے تو اسے قطع کہتے ہیں۔

قطع کے لغوی معنی اَلْاِبَانَةُ وَالْاَزَالَةُ کے ہیں۔یعنی جدائی اور الگ ہونے کے ہیں۔اور اس پر حکم وقف کا ہی جاری ہوتا ہے۔پس مقطع (۱) پر وقف کرتے وقت......اصولِ وقف پر پورا پورا عمل کرنا چاہئے۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات ١۴٣۵ھ/2016ء کے سوال ثانی (ب) کے جز (۲) میں گزر چکا ہے۔

حاشیہ: (۱) قطع کرنے کی جگہ

السوال الثالث............(الف):۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام وتعریفات لکھ کران کے رموز بھی سپردِ قلم کیجئے۔(17)

(۲) نظم قرآن میں لفظ''انا'' پروقف کا کیا حکم ہے؟اصل میں کیا ہے اور قرآن میں کتنی جگہ وارد ہوا ہے۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام،تعریفات اور رموز۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ''انا'' پروقف کا حکم،اصل اور تعداد ورود۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام،تعریفات اور رموز:۔

نوٹ:۔ وقف مختلف فیہ کی اقسام وتعریفات مع رموز الورقۃ الثالثۃ السوال الثانی (ب) کے جز (2) میں مذکور ہے۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ''انا'' پروقف کا حکم،اصل اور تعداد ورود:۔

قرآن میں لفظ''انا'' پروقف باثبات الف کیا جاتا ہے۔

نوٹ:۔ اسکی اصل اور قرآن میں تعدادِ ورود الورقۃ الثالثۃ 2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الثالث (الف) کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

☆------------ یا ------------☆

السوال الثالث (ب)..................:۔

(۱) وقف مختار علیہ کسے کہتے ہیں اور اسکی اقسام کیا ہیں؟(17)

(۲) نظم قرآن میں لفظ کَلَّا پروقف کا کیا حکم ہے اور اس کا ورود سُوَرِ مکیہ ہی میں کیوں ہے؟

جواب...........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ کَلَّا پروقف کا حکم اور اسکے سُوَرِ مکیہ میں ورود کی وجہ۔

نوٹ:۔ وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام الورقۃ الثالثۃ 2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الثانی (ب) کے جز (1) میں اور لفظ کَلَّا کی تفصیلی بحث اسی پرچہ کے السوال الثالث (ب) میں گزر چکی ہے۔

☆----------------☆----------------☆

الورقة الثالثة تفهیم الوقوف

۱۴۳۷ھ/2016ء

السوال الاوّل.............(الف):۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں لکھ کر بتائے کہ سکتہ لطیفہ واجبہ کے مواضع کیا ہے اور کتنے ہیں۔(17)

(۲) فن وقف خلف کی ایک جلیل القدر جماعت سے منقول ومشہور ہے۔ان میں سے آٹھ (۸) حضرات کے نام لکھیں۔(16)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد۔

(۲) فن وقف کے آٹھ (۸) جلیل القدر ائمہ کرام کے نام۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد:۔

سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد ۱۴۳۵ھ/2014ء کے سوال اول (الف) میں گزر چکی ہے۔

(۲) فن وقف کے آٹھ (۸) جلیل القدر ائمہ کرام کے نام:۔

منار الھدٰی فی بیان الوقف والابتداء میں ہے کہ یہ: فن الوقف خلف کی ایک جلیل القدر جماعت سے مشہور ومنقول ہے.......اور وہ حضرات یہ ہے۔

(۱) امام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم المدنی القاری۔

(۲) امام یعقوب بن اسحاق الحضرمی البصری صاحب نافع۔

(۳) امام ابوحاتم السجستانی۔ (۴) امام احمد بن موسیٰ (۵) امام محمد بن عیسیٰ

(۶) امام علی بن حمزہ الکسائی (۷) قراء الکوفہ یعنی امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی

(۸) امام اخفش سعید۔

☆---------- یا ----------☆

السوال الاول (ب).............:۔

(۱) فن وقف کے حصول کے لئے کن علوم وفنون کی حاجت پیش آتی ہے؟ (17)

(۲) وقوف المنسوبہ الی القاری کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟ (16)

جواب..........امومطلوبہ:۔

(۱) فن وقوف کے حصول کے لئے ضروری علوم کی تفصیل۔

(۲) وقوف منسوبہ اِلی القاری کی اقسام اور نام۔

(۱) فن وقوف کے حصول کے لئے ضروری علوم کی تفصیل:۔

فن وقوف کے حصول کیلئے ضروری علوم کی تفصیل 2014ء ۱۴۳۵ھ کے سوال اول میں گزر چکا ہے۔

(۲) وقوف منسوبہ اِلی القاری کی اقسام اور نام:۔

اَلْوُقُوْفُ اَلْمَنْسُوْبَۃُ اِلَی الْقَارِیُ : چار اقسام پر منقسم ہیں۔اس لئے کہ نسبت کی چار صورتیں ہیں..

کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ قاری یا تو اختیاراً وقف کرے گا..... یا اضطراراً وقف کرے گا....اور یا وہ انتظاراً وقف کرے گا...

پس اگر قاری نے اختیاراً یعنی قصداً وارادۃً وقف کیا ہے تو اُسے وقف اختیاری کہتے ہیں۔

اگر قاری نے اضطراراً (۱) یعنی مضطرّ اً وقف کیا تو اُسے وقف اضطراری کہتے ہیں۔

حاشیہ (۱) مثلاً سانس کا کم ہونا، آواز کا رک رک کر نکلنا یا بند ہونا وغیرھما۔

اگر قاری نے اختیاراً یعنی تعلیماً وامتحاناً وقف کیا ہے تو اُسے: وقف اختیاری، کہتے ہیں اور اگر قاری نے انتظاراً یعنی جمع بین القراءت والروایات اور طرق ووجوہات کو پورا کرنے کے پیش نظر وقف کیا ہے: تو اسے وقف انتظاری: کہتے ہیں۔

☆----------------☆----------------☆

السوال الثانی.............(الف):۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی قسمیں اور نام تحریر کریں۔

(۲) وقف تام کی تعریف اور مثال لکھئے۔(15)

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام۔

(۲) وقف تام کی تعریف اور مثال۔

(۱) **وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام:۔**

وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام 2014ء ۱۴۳۵ھ کے سوال اول کے جز (ب) میں گزر چکا ہے۔

(۲) **وقف تام کی تعریف اور مثال:۔**

اَلْوَقْفُ التَّامُّ ، اَلْمَنْسُوْبُ اِلَی الْمَعَانِیْ: اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے۔جس میں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا بعد سے لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق منقطع (۱) ہو جائے.....اور کلمہ موقوف علیہ پر سابقہ کلام مکمل ہو کر معنی اور مفہوم کلام واضح ہو جائے۔

مثال:۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

حاشیہ (۱) مضمون سابق کے اختتام اور مضمون آئندہ کی ابتداء کی وجہ سے

☆-------------------- یا --------------------☆

السوال الثانی (ب).............:۔

(۱) الوقف علیٰ اواخر الکلم کی بروایت حفص کتنی قسمیں ہیں اور کون سی ہیں۔

(۲) الوقف باالابدال اور الوقف بالحذف کی تعریف اور مثال لکھیں۔

جواب.................امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف علیٰ اواخر الکلم کی اقسام۔

(۲) وقف باالابدال کی تعریف اور مثال۔وقف باالابدال کی تعریف و مثال اور وقف بالحذف کی تعریف و مثال۔

(۱) **وقف علیٰ اواخر الکلم کی اقسام اور نام:۔**

وقف علی اواخر الکلم کی اقسام اور نام 2015ء ۱۴۳۶ھ سوال الثانی میں گزر چکا ہے۔

(۲) **وقف بالابدال کی تعریف اور مثال۔وقف باالابدال کی تعریف اور مثال:۔**

وقف بالابدال تعریف اور مثال 2013ء ۱۴۳۴ھ کے سوال ثالث میں گزر چکا ہے۔

وقف بالحذف کی تعریف اور اسکی مثال:۔

جب موقوف علیہ مضموم مُنَوَّن ہو......یا مکسور منون.........یا موقوف علیہ ہاءِ ضمیر واحد مذکر غائب

پر صلہ (۱) ہو.........تو وقف کرتے وقت موقوف علیہ منوّن کی تنوین کو.....اور ہاء ضمیر کے صلہ کو حذف کرنا چاہئے.........
سو اسطرح وقف کرنے کو: اَلْوُقُفُ بِالْحَذْف۔ کہتے ہیں۔

حاشیہ (۱) یعنی کھینچنا اور مد کرنا۔

وقف بالحذف کی مثالیں:۔

(۱) هٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ (۲) اِنَّ هٰذَا لشیءٌ عُجَاب (۳) شَيْطٰنٍ مَّارِدٌ

(٤) مِنْ كُلِّ جَانِبٍ (۵) مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (٦) شَاكِرًا لِاَنْعُمِه

☆-------☆-------☆

السوال الثالث.........(الف):۔

(۱) ابتداء کے لیے کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟ تفصیل سے لکھئے۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) ابتداء کے لیے ضروری چیزیں اور اس کی صورتیں۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق اقسام۔

(۱) ابتداء کے لیے ضروری چیزیں اور اس کی صورتیں:۔

اَلْاِبْتِدَاء کیلئے دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے:۔ (۱) محل ابتداء (۲) کیفیت ابتداء۔

(۱) محل ابتداء:۔ یعنی ایسے موقع و محل کو منتخب کرنا جہاں سے ابتداء حسن اور مفید معنی ہو۔ سو اس کا مختصر اصول وضابطہ یہ ہے کہ جس قسم کا وقف ہوتا ہے اس قسم کی ابتداء ہوتی ہے۔ یعنی اگر وقف تام پر وقف ہوا ہے تو اسکے مابعد سے ابتداء تام ہوتی ہے اگر وقف کافی پر وقف ہوا ہے تو اسکے مابعد سے ابتداء کافی ہوتی ہے وغیرہ۔

(۲) کیفیت ابتداء:۔ یعنی یہ جاننا کہ ابتداء کس طرح کی جائے۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ ابتداء کی ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے ابتداء بالحرکت۔ لیکن ابتداء بالحرکت کیلئے کلمہ مبتدءہ کو دیکھنا چاہئے کہ اس کا حرف اول متحرک ہے یا ساکن۔
کلمہ مبتدءہ کا پہلا حرف متحرک ہے تو کلمہ پر اسی حرکت سے ابتداء کرنا چاہئے جیسے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ.
اگر کلمہ مبتدءہ کا حرف اول ساکن ہے تو پھر دیکھنا چاہئے کہ وہ کلمہ اسم ہے یا فعل۔ اگر کلمہ مبتدءہ ''اسم'' ہے اور وہ

معروف باللام ہے تو اسے ابتداء نہ ہمزہ مفتوح کرنا چاہئے جیسے۔ الحمد للهِ رب العٰلمین اگر وہ غیر معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے۔ جیسے اِسۡتِكۡبَارًا فِی الۡاَرۡضِ وَمَكۡرَ السَّيِّئِ.

اگر کلمہ مبتدءہ "فعل" ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا حرف ثالث یعنی تیسرا حرف کس حرکت سے متحرک ہے...... نیز دیکھنا چاہئے کہ وہ حرکت اصلی ہے یا عارضی۔ پس اگر وہ مضموم بہ ضمہ اصلی ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مضموم کرنا چاہئے جیسے۔ اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنَ الۡكِتَابِ اور اگر وہ حرفِ ثالث مضموم بہ ضمہ عارض ہے...... یا وہ مفتوح ہے...... یا وہ مکسور ہے...... تو تینوں حالتوں میں ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے جیسے۔ اِمۡشُوۡا، وَاصۡبِرُوۡا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمۡ، اِمۡشِيُوۡا

اَلۡاِبۡتِدَاء کی چار صورتیں ہوتی ہیں...... اور چاروں صورتیں اختیاری ہیں۔

(۱) ابتداء حقیقی:۔ یعنی جب ابتداء قراءت وتلاوت ہو...... نیز جب ابتداء بعد از قطعِ قراءت ہو تو اسے ابتداء حقیقی کہتے ہیں اور ابتداء حقیقی پر استعاذہ لازم اور ضروری ہوتا ہے۔

(۲) ابتداء تقدیری:۔ یعنی جب ابتداء بعد از ختم سورۃ ہو...... نیز جب ابتداء بہ تکریر سورۃ ہو تو اسے ابتداء تقدیری کہتے ہیں اور ابتداء تقدیری پر فقط بسملہ ضروری ہے۔

(۳) ابتداء حکمی:۔ یعنی جب ابتداء بعد از ختم قرآن ہو تو اسے ابتداء حکمی کہتے ہیں...... اور ابتداء حکمی پر بھی فقط بسملہ ضروری ہے۔

(۴) ابتداء اصطلاحی:۔ یعنی جب ابتداء بعد از وقف ہو...... یعنی بر موقوف ومحل، وقف کرنے کے بعد ہو تو اس کو ابتداء اصطلاحی کہتے ہیں۔ اور ابتداء اصطلاحی پر نہ استعاذہ ہے اور نہ بسملہ۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق اقسام:۔

علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کو اگر بغور اور بنظر عمیق دیکھا جائے.... تو وہ چار انواع پر منقسم ہیں۔

(۱) متفقِ علیه (۲) مختار علیه (۳) مختلف علیه (٤) ممنوع فیه

نوٹ:۔ ممنوع فیہ کے علاوہ پہلی تینوں اقسام کی تعریف گزشتہ سوالات میں گزر چکی ہے۔ ممنوع فیہ کی تعریف درج ذیل ہے۔

ممنوع فیہ کی تعریف:۔

اقسام الوقف الممنوع فیہ:۔ وہ اوقاف اور محلِ اوقاف قرآنیہ ہیں جہاں پر علماء وقف معنوی خرابیوں کی وجہ سے یعنی قرآن کی سیاق سباق میں ربط منقطع ہونے اور معنی غیر مراد لازم آنے کی وجہ سے وقف ممنوع اور ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

السوال الثالث (ب)..............:۔

(۱) وقف متفق علیہ کی اقسام کیا ہیں؟ ان کے نام اور علامات لکھئے۔

(۲) وقف مختار علیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کیا ہیں؟

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف متفق علیہ کی اقسام، نام اور علامات۔

(۲) وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام۔

وقف متفق علیہ کی اقسام، نام اور علامات 2014ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی کے جز (الف) میں گزر چکے ہیں۔

وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام 2014ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی کے جز (ب) میں گزر چکی ہیں۔

وٹس اپ گروپ

علماء دیوبند لائبریری۔

ایڈمن ⇐ 0300-454376

0.47KB/s 7:19 45%



Description

Muhammad Abrar Aslam:
https://chat.whatsapp.com/AZDTNVsqEBGCwpKXjKrptS

اصول و ضوابط
👈 اس گروپ میں مسلک اهل سنت والجماعت دیوبند کی کتابیں بھیجی اور طلب کی جاسکتی ھیں

👈 کتاب طلب کرنے کے لیے کتاب کا نام اردو میں لکھ کر بھیجیں وائس بھیجنے کی اجازت نہیں ھے

👈 کتاب طلب کرنے کے بعد 24 گھنٹے انتظار فرمائیں دوبارہ میسیج بھیجنے کی ضرورت نہیں ھے

👈 آپ کے موبائل میں جو کتابیں ہیں اشاعت اسلام کی نیت سے تھوڑی تھوڑی کر کے بھیجتے رهیں تاکہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بنے اور آپ اجرعظیم کے مستحق ھوں